جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

اشاعتی سلسلہ نمبر ۲

حدیثِ مُجَدِّد

تشریح۔ تخریج اور تصحیح

از قلم

پروفیسر نورالدّین زاہد

ناشر

مکتبہ اشاعت الحق

ترجمان:- احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہند

باراں پتھر۔ بٹہ مالو۔ سرینگر ۱۹۰۰۰۹

مئی 1975ء / ربیع الثانی 1395ھ

شالیمار آرٹ پریس سرینگر۔

www.aaiil.org

حدیث مجدد

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (ص) اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا [حضرت سیدنا و مولانا محمد علی علیہ الرحمۃ کی تصنیف احادیث العمل باب جہاد (۹) حدیث ۵ ص ۳۰۰ بروایت صحابی حضرت ابوہریرہؓ]

(۱) تعارف :- یہ حدیث مجدد ہے۔ امام ابوداؤد [۲۰۲ - ۲۷۵ھ/ ۸۱۷ - ۸۸۹ء] نے اسے اپنی تصنیف کتاب السنن [جسے عام طور پر سنن ابوداؤد کہتے ہیں] میں درج کیا ہے ¹ مشہور محدث محی الدین یحییٰ بن شرف نووی دمشقی (۱۲۳۳ - ۱۲۷۸ء/ ۶۳۱ - ۶۷۶ھ) لکھتا ہے:-

" اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰی ثَنَاءِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَوَصْفِہٖ بِالْحِفْظِ التَّامِّ وَالْعِلْمِ الْوَافِرِ وَالْاِتْقَانِ وَالْوَرَعِ وَالدِّیْنِ وَالْفَھْمِ الثَّاقِبِ فِی الْحَدِیْثِ" ² یعنی

" امام ابوداؤد کی تعریف و توصیف میں علماء متفق ہیں۔ سب اس کے کمال حفظ، کافی علم، ضبط و اتقان، پرہیزگاری اور دیانتداری اور حدیث میں تیز فہمی کی تعریف کرتے ہیں"۔

حافظ ابن مندہ یعنی [حافظ ابوذکریا یحییٰ ابن الامام ابی عبداللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ] [۴۳۴ - ۵۱۲ھ/ ۱۰۴۲ - ۱۱۱۹ء] کا قول ہے۔

" اَلَّذِیْنَ اَخْرَجُوْا وَمَیَّزُوْا الثَّابِتَ مِنَ الْمَعْلُوْلِ وَالْخَطَأَ مِنَ الصَّوَابِ، اَرْبَعَۃٌ اَلْبُخَارِیُّ ... وَمُسْلِمٌ وَبَعْدَھُمَا اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ" ³ یعنی

حدیثوں کی تخریج کے سلسلہ میں ثابت (صحیح و مضبوط) اور معلول (کمزور) غلط اور درست کے درمیان تمیز کرنیوالے چار ہیں اور وہ امام ہیں۔ (۱) امام بخاری (۲) امام مسلم اور ان دو کے بعد امام ابوداؤد اور امام نسائی"۔

سنن ابوداؤد صحاح ستہ میں شامل ہے اور صحیح بخاری و صحیح مسلم کے بعد اسی کا درجہ ہے۔ اس کے متعلق امام محمد بن مخلد [Muhammad b. Makhlad] کہتا ہے:-

" لَمَّا صَنَّفَ السُّنَنَ وَقَرَأَہٗ عَلَی النَّاسِ، صَارَ کِتَابُہٗ لِاَھْلِ الْحَدِیْثِ کَالْمُصْحَفِ یَتَّبِعُوْنَہٗ وَاَقَرَّ لَہٗ اَھْلُ زَمَانِہٖ بِالْحِفْظِ" ⁴ یعنی

سنن تصنیف کرنے کے بعد امام ابوداؤد نے اسے لوگوں (یعنی علماء حدیث) کے سامنے پڑھا تو اسکی یہ تصنیف اہل حدیث (یعنی علماء حدیث) کے نزدیک قرآن حکیم کی طرح بن گئی۔ انہوں نے اس کی پیروی کی۔ اور اہل زمانہ نے ابوداؤد کے حفظ کا اقرار کیا اعتراف کیا"۔

زکریا ساجی کا قول ہے:-

کِتَابُ اللّٰہِ اَصْلُ الْاِسْلَامِ وَسُنَنُ اَبِیْ دَاوٗدَ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ ⁵

¹ کتاب السنن جلد ۲ ص ۲۱۱ کتاب الملاحم (۲۶) باب مَا یُذْکَرُ فِیْ قَرْنِ الْمِائَۃِ (۱) مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ہند ۱۲۹۳ھ ² تہذیب الاسماء واللغات جلد ۲ ص ۲۲۴ ³ ایضاً جلد ۲ ص ۲۲۶ ⁴ ایضاً جلد ۲ ص ۲۲۶ اور انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد اوّل۔ ص ۱۱۴ کالم ۲- ⁵ تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۱۶۹-

یعنی "قرآن اسلام کی بنیاد ہے اور سنن ابوداؤد اس کا ستون"۔

سنن ابوداؤد کے مشہور شارح علامہ ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب خطابی (متوفی ۳۸۸ھ) اپنی شرح یعنی "معالم السنن" میں لکھتا ہے :۔

وَاعْلَمُوْا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ كِتَابَ السُّنَنِ لِاَبِيْ دَاؤُدَ كِتَابٌ شَرِيْفٌ لَمْ يُصَنَّفْ فِيْ حُكْمِ الدِّيْنِ كِتَابٌ مِثْلُهٗ وَقَدْ رُزِقَ الْقَبُوْلُ مِنَ النَّاسِ كَافَّةً فَصَارَ حَكَمًا بَيْنَ فِرَقِ الْعُلَمَاءِ وَطَبَقَاتِ الْفُقَهَاءِ عَلٰی اِخْتِلَافِ مَذَاهِبِهِمْ وَعَلَيْهِ مُعَوَّلُ اَهْلِ الْعِرَاقِ وَمِصْرَ وَالْمَغْرِبِ وَكَثِيْرٍ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ۔ ؎

جان لو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رحم کرے۔ ابوداؤد کی "سنن" ایک عمدہ کتاب ہے۔ امرار دین کے متعلق اس جیسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی ہے اور سب لوگوں میں اسے مقبولیت حاصل ہوئی۔ علماء اور فقہاء کے مختلف مذاہب میں یہ بحیثیت حَکَم ہے۔ عراق، مصر، مغرب اور دوسرے کئی ممالک کے لوگوں کا اس پر عمل ہے"۔

آگے لکھتا ہے۔

وَقَدْ جَمَعَ اَبُوْدَاؤُدَ فِيْ كِتَابِهٖ هٰذَا مِنَ الْحَدِيْثِ فِيْ اُصُوْلِ الْعِلْمِ وَاُمَّهَاتِ السُّنَنِ وَاَحْكَامِ الْفِقْهِ مَالَا نَعْلَمُ مُتَقَدِّمًا سَبَقَهٗ اِلَيْهِ وَلَا مُتَاَخِّرًا لَحِقَهٗ فِيْهِ"۔ ؎ یعنی،

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اصولِ علم، امہات سنن اور احکام فقہ کے متعلق ایسی حدیثیں جمع کی ہیں کہ اگلے اور پچھلے علماء میں سے کوئی ان تک نہیں پہنچ سکا"۔

حدیث مجدد کی صحت :۔ سنن ابوداؤد اور مشکوٰۃ المصابیح کی مختلف شرحوں میں یہ بات صراحت سے لکھی گئی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اس کے سب راوی ثقہ (معتبر) ہیں۔ اس امر کے علاوہ اس حدیث کو علماء ظاہر و علماء باطن، محدثین و مفسرین غرض سب نے نقل فرما کر اس کی صحت کی تصدیق کی ہے۔ راقم آثم نے اس کی تخریج و صحت کے متعلق اسی رسالہ میں الگ مضمون لکھا ہے۔ اسکی طرف رجوع مفید ہوگا۔ اب یہاں حدیث کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے

ترجمہ :۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ۔ بیشک اللہ تعالیٰ يَبْعَثُ مبعوث کرے گا بھیجے گا لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ۔ اس امت کے فائدہ کے لئے عَلٰی رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ ہر سو سال (کے عرصہ) کے سر پر مَنْ ایک ایسا شخص جو يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ اس کے فائدہ کیلئے اس کے دین کی تجدید کرے گا"۔

رسول کریمؐ نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس اُمت کے فائدہ کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہیگا۔ جو اس (امت) کے فائدہ کے لئے اس کے دین کو از سر نو تازہ یعنی اوورہال "Overhaul" کرتا رہیگا۔ ؎

تشریح :۔ انسانوں کی ہدایت کیلئے خالق کائنات نے انبیاء کا سلسلہ قائم کیا۔ یہ سلسلہ آدم صفی اللہ سے شروع

ختم نبوت :۔ ہو کر محمد رسول اللہؐ پر ختم ہوا۔ چنانچہ آپ کو خود خالقِ کائنات نے رَسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [سورہ احزاب 33 آیت] فرمایا آپ کی بعثت کے بعد کوئی ایسی ضرورت باقی نہیں رہی جس کے لئے کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہوتی۔ اسی لئے آپ نے فرمایا خُتِمَ بِيَ النُّبُوَّةُ میرے ذریعہ نبیوں پر مہر لگ گئی۔ یعنی ان کا آنا روک دیا گیا۔ اس مہر کو نہ کوئی پرانا نبی توڑ سکتا ہے نہ نیا۔ یعنی اب دنیا کو نہ کسی پرانے نبی کے دوبارہ نازل ہونے کی ضرورت ہے نہ کسی نئے نبی کے مبعوث ہونے کی۔ اسی لئے آپ نے دوسری حدیث میں فرمایا ہے۔ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ میرے بعد کوئی نبی (نہ پرانا نہ نیا) نہیں آسکتا ہے۔ حضور پر نورؐ کی ختم نبوت جس طرح پرانے نبی کے دوبارہ آنے میں مانع ہے، اسی طرح نئے نبی کے مبعوث ہونے میں بھی روک ہے۔ اس معاملہ میں نئے اور پرانے میں کوئی فرق نہیں

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام مجدد صدی چہاردہم فرماتے ہیں:

؎ معالم السنن (شرح سنن ابی داؤد) جلد ۱ ص ۶

؎ ایضاً جلد (۱) ص ۸۔

؎ مولانا عبد الباری ندوی نے تجدید کے معنی اوورہالنگ Overhauling کئے ہیں۔ دیکھو ان کی کتاب "تجدید دین کامل" ص 35 شائع کردہ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۲ء۔

"وتفریق درمیانِ نبی جدید وقدیم از نتائج اندرونِ ناپاک است۔ قرآن وحدیث ازیں تفریق وتمیز خاموش اند وحدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ نفی جنس ونفی عام ولہٰذا جمیع افرادِ حدیث وقدیم را شامل است" [۹] یعنی

اس معاملہ میں نئے اور پرانے نبی میں فرق کرنا بدباطنی کا نتیجہ ہے۔ قرآن وحدیث یہ تفریق وتمیز نہیں کرتے ہیں۔ اور حضورِ پرنورؐ کے ارشاد لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ میں جنس وعام کی نفی ہے۔ اس لئے اس میں پرانے اور نئے سب افراد شامل ہیں۔ (یعنی یہ حدیث پرانے اور نئے ہر قسم کے نبی کو آنے سے روکتی ہے۔)

ضرورتِ مجدد :۔ پس حضورِ پرنورؐ کے بعد نہ کوئی پرانا نبی دوبارہ آسکتا ہے نہ کوئی نیا نبی مبعوث ہو سکتا ہے۔ لیکن اُمّت کو شاہراہِ مصطفوی پر چلانے کیلئے، بدعات ومخترعات سے بچانے کیلئے اور بھولا ہوا سبق یاد دلانے کیلئے ہر دور میں ہادیانِ اُمّت کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کے لئے آخری نبی صلعم کے بعد اولیاء کاملین ومکملین قائم کیا گیا ہے۔ ان غیر نبی مصلحین کی بشارت کئی احادیثِ صحیحہ میں آئی ہے۔ اور انہیں خلیفہ، امام، وصی، اور مجدد کہا گیا ہے۔ مثلاً ایک مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ حدیث کا ترجمہ ہے۔

"بنی اسرائیل کی اصلاح کا انتظام انبیاء کرتے تھے۔ جب ایک نبی وفات پاتا تھا تو دوسرا نبی مبعوث ہوتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر خلفاء ہوں گے۔ اور بکثرت ہوں گے" [۱۰]

اس صحیح حدیث میں ختمِ نبوت کیا تھ مصلحین کی بعثت کا ذکر ہے اور ان مصلحین کو غیر نبی خلیفہ کہا گیا ہے۔ اس طرح ایک اور حدیث ہے۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً [۱۱]

"جس نے اپنے دور کے امام کی معرفت حاصل نہیں کی وہ جاہلیت کی موت مرا"

غرض یہ سب نام ہیں مصلحِ اُمّت کے۔ اور ان سے اس کے مقام اور اس کے مشن کا پتہ چلتا ہے۔

مبعوث :۔ مجددِ وقت چونکہ سیاسی لیڈر یا گدی نشین پیر نہیں ہوتا ہے، اس لئے اس کا انتخاب بندوں کے ہاتھ میں نہیں ہوتا ہے یا اس انتخاب میں بندوں کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے۔ خود سرورِ کائنات صلعم کی بعثت کے وقت مخالفین نے اعتراض کیا جو قرآن حکیم میں ریکارڈ ہوا ہے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ۝ [۱۲]

اور کہنے لگے کیوں یہ قرآن دو بستیوں (مکہ اور طائف) کے کسی بڑے (دولتمند اور بارسوخ) آدمی پر نہ اُتارا گیا۔؟

اس غلط اور بیہودہ اعتراض کا جواب اللہ تعالیٰ نے یوں دیا (ترجمہ)

"کیا وہ تیرے ربّ کی رحمت تقسیم کرتے ہیں؟ ہم نے ان کے درمیان ان کی دُنیا کی زندگی میں ان کی روزی تقسیم کی ہے اور ایک دوسرے پر درجے بلند کئے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا ہے اور تیرے ربّ کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں" [۱۳]

گویا جب دُنیاوی مال ودولت تقسیم کرنے پر لوگوں کو اختیار نہیں تو نبوّت، رسالت ومصلحیت، مجددیّت جو اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ اس کے تقسیم کرنے کا لوگوں کو کیسے اختیار ہے۔ اسی طرح دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ؕ مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ [۱۴]

اور تیرا ربّ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، چن لیتا ہے۔ چن لینا ان (یعنی لوگوں) کا کام (اختیار) نہیں۔ اللہ اس سے پاک اور بلند ہے جو وہ شرک کرتے ہیں"

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصلح کا چننا لوگوں کا کام نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ چنانچہ جمعیۃ العلماء ہند کے مایہ ناز ——— عالم یعنی مولینا سید

---

[۹] کتاب ایام الصلح (فارسی) مطبوعہ قادیان اگست ۱۸۹۸ء ص ۱۲۳ [۱۰] بخاری کتاب الانبیاء (مَا ذُکِرَ عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ) (۲) مسلم جلد ۶ کتاب الامارۃ

[۱۱] مسند امام بن حنبل جزو ۴ ص ۹۶ مطبوعہ مصر۔

[۱۲] پارہ ۲۵ سورۃ زخرف ۴۳ رکوع ۳ آیت ۳۱۔ [۱۳] ایضاً آیت ۳۲۔

[۱۴] پارہ ۲۰ سورۃ قصص ۲۸ رکوع ۷ آیت ۶۸۔

محمد میاں صاحب ندوی لکھتے ہیں :-

کسی ذات کا مجدّد مان لینا اس کے غیر معمولی کمالات علمیہ وعملیہ کا اقرار کر لینا ہے۔ کیوں کہ تجدید دین کا منصب اصلی تو انبیا علیہم السلام کا ہے۔ اور پھر اس میدان کے مرد وہ ہیں جو نبوّت کے ترکہ کے وارث بن کر اُس سے کوئی غیر معمولی حصّہ پائیں۔ پس جس طرح کسی ذات کو نبی مان لینے سے اس کے لئے تمام بشری کمالات کا اقرار خود بخود لازم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کسی کو مجدّد تسلیم کر لئے جانے سے اس میں وراثت نبوّت کے غیر معمولی حظوظ کا اعتراف خود بخود ہی لازم ہو جاتا ہے۔

منصب نبوّت سے عہدۂ مجدّدیت کی اس نسبت کا ہی یہ اثر ہے کہ جس طرح انبیاء علیہم السّلام کو یہ منصب جلیل کسی اپنی شخصی جدّ وجہد یا کسی اجتماعی اور جماعتی تجویز سے نہیں ملتا۔ اسی طرح مجدّدوں کو بھی عہدۂ تجدید نہ اُن کی اپنی بلکہ ذاتی جانفشانی ومحبت سے ہاتھ لگتا ہے۔ نہ کسی جماعت کے سمجھوتہ سے۔ بلکہ یہ محض... من اللہ ایک موہبۃ عظمیٰ ہوتی ہے۔ جس کے لئے غیبی انتخابات سے افراد چن لئے جاتے ہیں اور مخلوق کے دلوں میں ان کی مقبولیت خود بخود قائم کر دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم نے انبیاء کے لئے بُعثیت من اللہ کا لفظ استعمال کیا ہے جیسے

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یا جیسے حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا یا جیسے بَعَثْنَا اِلَیْهِمْ رُسُلًا وغیرہ

ٹھیک اسی طرح حدیث نبوی نے مجدّدوں کیلئے بھی یہی بعثت من اللہ کا کلمہ اختیار کیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے آغاز میں اس عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنْ اُمت میں ایسے لوگوں کو مبعوث کرتا ہے یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (مشکوٰۃ) جو اُمت کے لئے دین کی تجدید کریں۔

اور جیسے قرآن نے نبی کے انتخاب من اللہ بتایا ہے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ۔ ایسے ہی اس حدیث میں مجدّد کی نسبت بھی ان اللہ یبعث فرمایا گیا ہے جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان.. دونوں منصبوں کا انتخاب من جانب اللہ ہی ہوتا ہے۔

فرق اگر ہے تو یہ کہ نبوت اصل ہے۔ اور تجدید اس کا ظل ہے وہاں الہام قطعی ہے جس کو وحی کہتے ہیں۔ یہاں ظنی ہے۔ اُس کا منکر خارج از اسلام ہے۔ اِس کا منکر خارج از صلاح وتقویٰ ہے۔ بہر صورت مجدّدیت نبوّت کا ایک نہایت روشن اور درخشاں پرتو ہے۔ اس لئے مجدّد علم وعمل کے لحاظ سے نبی کا سایہ اور اخلاق وملکات کے لحاظ سے نبی کا نمونہ ہوتا ہے۔ پس مجدّد کہہ لینے کے بعد کسی اور منقبت کا درجہ ہی باقی نہیں رہتا کہ اس کے ذریعہ مجدّد کی تعریف کیجائے اور اگر کیجائے گی تو وہ اسی وصف تجدید کی ایک تفصیل ہوگی۔ جس کا متن لفظ مجدّد ہوگا۔"

کتاب "علماء ھند کا شاندار ماضی" جلد اوّل (دور مجدّدی) ص ۲۸۵ - ۲۸۶ ناشر مکتبہ برہان اُردو بازار جامع مسجد دہلی طبع سوم ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء۔

اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔

رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ[۱۵]

"(اللہ تعالےٰ) درجوں کا بلند کرنے والا صاحب عرش (حکومت، اقتدار) ہر وہ روح (وحی والہام) کو اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے ڈالتا ہے تاکہ ملاقات کے دن (قیامت) سے ڈرائے"۔

مفتی بغداد سیّد شہاب الدین محمود آلوسی [۱۲۱۷ھ - ۱۲۷۰ھ / ۱۸۰۲ء - ۱۸۵۴ء] اپنی شہرۂ آفاق تصویر میں اس آیت کے تحت لکھتا ہے :

فَاِنَّ الْاِلْقَاءَ لَمْ یَزَلْ مِنْ لَّدُنْ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی اِنْتِھَاءِ زَمَانِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیْ حُکْمِ الْمُتَّصِلِ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ بِاِقَامَۃِ مَنْ یَّقُوْمُ بِالدَّعْوَۃِ عَلٰی مَا رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ.. عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا اَیْ بِاِحْیَاءِ مَا انْدَرَسَ مِنَ الْعَمَلِ بِالْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ"[۱۶] یعنی

---

[۱۵] پارہ ۲۴ سورہ مومن ع ۲۰ ع ۲ آیت ۱۵

[۱۶] تفسیر روح المعانی زیر آیہ مذکور بحوالہ بیان القرآن لسیدنا مولینا محمد علی مغ

الہام الٰہی آدم علیہ السلام کے عہد سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی انتہا تک برقرار رہا ہے اور اُس شخص کے ذریعہ قیامت تک کیلئے جاری رہیگا جو دین اسلام کی دعوت کے لئے کھڑا ہو جائے جیسا کہ ابو داؤد نے ابو ھریرہؓ کی روایت سے رسول کریمؐ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اس امت کے فائدہ کے لئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک ایسے شخص کو ضرور مبعوث کرے گا جو اس کے لئے دین کو از سر نو زندہ کرے گا۔ یعنی قرآن و سنّت کی عملی تعلیم کے جو آثار مٹے ہوں اُنہیں پھر تازہ کرے گا"

ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ مجدّد کو خود اللہ تعالیٰ مقرر کرتا ہے اور الہام کی نعمت سے اُسے مشرف فرماتا ہے۔ چناں چہ الہام الٰہی سے ہی اطلاع پاکروہ اعلان کرتا ہے ؎

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدّد این دین و رہنما باشد

رَأْسُ الْمِائَۃ :- حدیث مجدّد میں حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ۔ ہر سو سال کے سر پہ یعنی ہر صدی کے سر پہ۔ لغت کی گواہی ہے کہ وقت، یا عرصہ "Period" کے سر سے مراد عہد یا عرصہ کی ابتداء ہے۔ اَلْمُنْجِدْ میں (زیر لفظ راس) ہے۔ رَأْسُ الشَّھْرِ اَوِالعَامِ: اَوَّلُ یَوْمٍ مِنْہُ یعنی مہینہ کا سر یا سال کا سر اس کا مطلب ہے مہینہ یا سال کا "پہلا دن"۔ پس صدی کے سر سے مراد صدی کے ابتدائی سال ہی ہیں۔ یہی رأس المِائۃ کے اصل معنی ہیں۔ سنن ابو داؤد کے ہندوستانی شارح مولینا شمس الحق عظیم آبادی [۱۲۷۳-۱۳۲۹ھ] نے علامہ مُناوی [۱۵۴۵-۱۶۲۱ء] کا قول نقل کیا ہے۔

وَقَالَ الْمُنَاوِیُّ فِی مُقَدِّمَۃِ فَتْحِ الْقَدِیْرِ تَحْتَ قَوْلِہٖ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ اَیْ اَوَّلِہٖ وَ رَأْسُ الشَّیْءِ اَعْلَاہُ وَرَأْسُ الشَّھْرِ اَوَّلُہٗ [۱۷]

یعنی علامہ مناوی نے فتح القدیر (شرح الجامع الصغیر) کے مقدمہ میں حضورؐ کے قول مبارک عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ کے تحت لکھا ہے" اس سے مُراد صدی کی ابتداء ہے"۔ کسی چیز کا سر اس کا اوپر کا حصّہ ہے اور مہینہ کا سر اس کا پہلا دن ہے"۔

ہاں اگر قرینہ صارفہ موجود ہو تو اس کو مجازاً آخری سرے کے لئے بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن یہ صرف مجاز ہوگا۔ چناں چہ مولینا شمس الحق لکھتے ہیں :-

وَقَالَ الطِّیْبِیُّ اَلرَّأْسُ مَجَازًا عَنْ اٰخِرِ السَّنَۃِ وَ تَسْمِیَتُہٗ رَأْسًا بِاعْتِبَارِ اِنَّہٗ مَبْدَءُ سَنَۃٍ اُخْرٰی [۱۸]

یعنی " علامہ محمد طیبی دمشقی [۱۸۲۵-۱۸۹۹ء] کہتا ہے۔ رأس مجازاً سال کے آخر کیلئے استعمال ہو سکتا ہے۔ ایک سال کا آخر دوسرے سال کا مبدء (شروع) ہوتا ہے"۔

یہی بات مدرسہ دیوبند کے مشہور اُستاد مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نے بھی کہی ہے۔ کہتے ہیں :-

" راس سر کو کہتے ہیں۔ لہٰذا مجدّد شروع صدی میں ہو ویگا۔ مگر جو شروع صدی ہے وہ آخر پہلی صدی کا بھی ہے۔ باین اعتبار اس کو کوئی آخر کہدیوے تو ہو سکتا ہے۔ ورنہ جس صدی میں ہو ویگا۔ اس کی ابتداء میں ہو ویگا تاکہ آخر تک تجدید کا اثر رہے۔ [۱۹]

حدیث مجدّد میں ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے جو ہمیں رأس المِائۃ کے اصل معنی چھوڑنے اور مجازی معنی لینے پہ مجبور کرے۔ لہٰذا یہی بات حق ہے کہ صدی کے شروع میں ہی مجدّد آتا ہے۔ یہاں کسی کو یہ وہم یا غلط فہمی نہیں ہونی چاہیئے کہ ہم رأس المِائۃ کی یہ تشریح مجدّد صد چہاردہم کے لئے کرتے ہیں یہ بات نہیں ہے۔ اگر راس سے صدی کا آخر ہی مراد لیا جائے۔ اس صورت میں بھی مجدّد صدی چہاردہم کی صداقت پہ کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ کیونکہ آپ ذوالقرنین (دو قرن والے) مجدّد ہیں۔ تیرھویں صدی کے آخری سالوں میں آپ نے ظہور فرمایا اور چودھویں صدی کی ابتداء میں

---

۱۷ عون المعبود (عربی) شرح سنن ابی داؤد جلد ۴ ص ۱۸۰ ناشر تلطف حسین مطبوعہ مطبع انصاری دہلی۔

۱۸ ایضاً صفحہ ۱۷۹

۱۹ فتاویٰ رشیدیہ (مبوّب) ص ۱۵۱ مطبوعہ کراچی۔

بحیثیت مجدد اپنی بعثت کا اعلان کیا۔

تجدید دین :۔ مجدد کے کام کے متعلق مسلمانوں میں دو رائیں ممکن نہیں۔ کیوں کہ ختم نبوت، اکمال دین و تکمیل شریعت مسلمہ حقائق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تجویز فرمودہ دین یعنی اسلام اپنی آخری صورت میں ظہور پذیر ہو چکا ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ کسی قسم کی ترمیم، تنسیخ یا اضافہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب صرف اسکی حفاظت اور نفاذ کا کام کرنا ہے۔ اور عصری مطالبات و مسایل کا اس کی تعلیم سے حل پیش کرنا ہے۔ مرور زمانہ سے جو بدعات پھیلتی ہے ان کا قلع قمع کرنا ہے اور جو آثار مٹ گئے ہوں ان کو پھر قایم کرنا ہے جو سنیتں مٹ گئی ہوں ان کو زندہ کرنا ہے۔ غرض دین کے مرجھائے ہوئے درخت کو تازگی بخش کر اسے زندہ کرنا ہے۔ علماء سوء اور سیاہ باطن صوفیوں تاریک الذین شیخوں اور حرام خور دین فروشوں نے دین کی جو حالت بنائی ہے۔ اسے ختم کرکے دین کو اصلی حالت میں لانا ہے۔ اسی اودر ہالنگ کو تجدید دین کہتے ہیں اور مجدد کا یہی کام ہوتا ہے۔ مجدد کی مسیحائی و شفابخشی سے پہلے دین صرف ایک جسد بے جان ہوتا ہے۔ مجدد اس میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے۔ اسی لئے کار تجدید کو احیاء دین (دین زندہ کرنا) بھی کہتے ہیں۔ مجدد سے پہلے دین صرف رسوم کا مجموعہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کی مسیحائی سے یہی مجموعہ رسوم و روایات "ٹھیٹھ اسلام" بن جاتا ہے۔ اس کی کایاپلٹ جاتی ہے۔ گویا سے

از زمینی آسمانی میشود۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحؒ [۱۶۴ھ – ۲۴۱ھ / ۷۸۰ء – ۸۵۵ء] کا قول جلال الدین سیوطی نے نقل کیا ہے :۔

یُرْوٰی فِی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّبِیِّ اِنَّ اللّٰہَ یَمُنُّ عَلٰی اَھْلِ دِیْنِہٖ فِیْ رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ بِرَجُلٍ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُبَیِّنُ لَھُمْ دِیْنَھُمْ۔ [۲۰]

نبی کریمؐ سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے دین کے پیروں (یعنی مسلمانوں) پر بڑا احسان یہ رکھیگا کہ ہر صدی کی ابتداء میں میرے اہل بیت سے ایسے شخص کو مبعوث کرے گا۔ جو ان کو ان کا دین واضح کرے گا"۔

اسی امام رحؒ کا دوسرا قول ہے۔ مَنْ یُعَلِّمُ النَّاسَ دِیْنَھُمْ وَیَنْفِیْ عَنِ النَّبِیِّ الْکِذْبَ [۲۱]۔ یعنی اللہ تو ہر صدی کی ابتداء میں ایسے شخص کو مبعوث کرے گا۔ جو لوگوں کو ان کا دین سکھائیگا۔ اور نبی کریم صلعم کیساتھ جو جھوٹی باتیں منسوب کی گئی ہوں ان کو دُور کرے گا"۔

جھوٹی باتیں کس طرح منسوب کی جاتی ہیں: مثلاً (۱) جھوٹی حدیثیں بنا کر اور اُمت میں پھیلا کر (۲) قصے اور بے سرو پا افسانے تراش کر (۳) غلط عقاید پھیلا کر (۴) عقیدت۔ ارادت اور محبت کے نام پہ بدعات پھیلا کر اور

(۵) غلط الزامات لگا کر۔

مجدد باطل کی ان سب صورتوں کیخلاف جہاد کرتا ہے۔

مُلّا علی قاری حنفی [وفات ۱۰۱۴ھ] کا قول صاحب عون المعبود نے نقل کیا ہے۔

وَقَالَ الْقَارِیُّ فِی الْمِرْقَاۃِ اَیْ یُبَیِّنُ السُّنَّۃَ مِنَ الْبِدْعَۃِ وَیُکْثِرُ الْعِلْمَ وَیُعِزُّ اَھْلَہٗ وَیَقْمَعُ الْبِدْعَۃَ وَیَکْسِرُ اَھْلَھَا [۲۲] مُلّا علی قاری نے اپنی تصنیف مرقاۃ المفاتیح (شرح مشکوٰۃ المصابیح) میں (حدیث مجدد کی شرح میں) لکھا ہے کہ یُجَدِّدُ سے مراد ہے کہ سنت کو بدعت سے الگ کرکے دکھائے گا، علم پھیلائیگا۔ اہل علم کی عزت کرے گا۔ بدعت کو مٹائے گا۔ اور اہل بدعت کی شان و شوکت توڑ ڈالے گا۔

خود صاحب عون المعبود لکھتے ہیں :۔

(یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا) اَیْ یُبَیِّنُ السُّنَّۃَ مِنَ الْبِدْعَۃِ وَیُکْثِرُ الْعِلْمَ وَیَنْصُرُ اَھْلَہٗ وَیَکْسِرُ اَھْلَ الْبِدْعَۃِ وَیُذِلُّھُمْ قَالُوْا وَلَا یَکُوْنُ اِلَّا عَالِمًا بِالْعُلُوْمِ الظَّاھِرَۃِ وَالْبَاطِنَۃِ [۲۳] ۔ (حدیث کے الفاظ یُجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا) کے معنی ہوئے کہ یہ مامور الٰہی سنت کو بدعت سے الگ کرکے دکھائیگا۔ علم پھیلائیگا، اور اہل علم کی مدد کرے گا۔ اہل بدعت کی شان و شوکت توڑے گا۔ ان کو ذلیل کرے گا۔ علماء کرام نے کہا ہے کہ ایسا شخص وہی ہو سکتا ہے جو علم ظاہری کے علاوہ علم لدنی کا بھی ماہر ہو"۔

[۲۰] مِرْقَاتُ الصَّعُوْدِ اِلٰی سُنَنِ اَبِیْ دَاؤد (برحاشیہ ابو داؤد) جلد ۲ ص ۲۴۳ مطبوعہ نول کشور۔ (۲) عَوْنُ الْمَعْبُوْد جلد ۴ ص ۱۸۴ مطبوعہ انصاری پریس دہلی۔

[۲۱] عون المعبود جلد ۴ ص ۱۷۸ [۲۲] ایضاً جلد ۴ ص ۱۸۵

[۲۳، ۲۴] ایضاً صفحہ ۱۷۸

اس کے بعد علقمی [ ] کا قول نقل کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے :- قَالَ علقمی فِي شَرْحِهِ مَعْنَى التَّجْدِيدِ إِحْيَاءُ مَا انْدَرَسَ مِنَ الْعَمَلِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْأَمْرُ بِمُقْتَضَاهَا [۲۴] (یعنی) علقمی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ تجدید کے معنی قرآن و سنّت کی ان باتوں کا ازسرِنو زندہ کرنا ہے جو لوگوں کے ترکِ عمل سے مرچکی ہوں"۔

بعض کوتاہ اندیش دوست کہتے ہیں کہ مولوی صاحبان جو عربی مدارس سے ڈگریاں لیکر نکلتے ہیں۔ اور خدمتِ دین کا کام رات دن کرتے رہتے ہیں، دراصل تجدیدِ دین اور احیائے اسلام کا ہی کام کرتے رہتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ صرف وعظ خوانی، لیکچر بازی، اور تصنیف و تالیف سے ہی دین کی تجدید نہیں ہو سکتی ہے۔ اسی لئے تجدید و احیاءِ دین کا پیغمبرانہ کام مولویوں کے بس کا روگ نہیں ہے۔ چناں چہ مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں۔

عہدِ ظہورِ دعوت میں ہزاروں اصحابِ علم و کمال موجود ہوتے ہیں مگر دروازے کا کھولنے والا صرف مجدّدِ العصر ہی ہوتا ہے اور اُس کے ظہور کیلئے ضروری نہیں ہے کہ عامۂ اصحابِ علم و حق بکلی معدوم ہو گئے ہوں۔ ...... خود ہندوستان ہی کی تاریخ دیکھ لو، ہمیشہ ایسا ہی معاملہ نظر آئیگا۔ شہنشاہ اکبر کے عہد کے اختتام اور عہدِ جہانگیری کے اوائل میں کیا ہندوستان علماء و مشائخِ حق سے بالکل خالی ہو گیا تھا۔ کیسے کیسے اکابر موجود تھے۔ لیکن مفاسدِ وقت کی اصلاح و تجدید کا معاملہ کسی سے بھی بن نہ آیا۔ صرف حضرت مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کا وجودِ گرامی ہی تن تنہا اس کاروبار کا کفیل ہوا۔ معلوم ہے کہ اس عہد میں بڑے بڑے علماء و اصحابِ خانقاہ موجود تھے۔ بدایونی و طبقات اور روضۃ العلماء و "اخبار الاخیار" وغیرہ دیکھو تو معلوم ہوتا ہے ہندوستان میں بجز عالموں اور پیروں کے کوئی نہیں رہتا۔ کوئی شہر و قریہ نہ تھا کہ خانقاہوں اور مدرسوں سے خالی ہو۔ علماء میں شیخ وجیہہ گجراتیؒ، شیخ علی متقی، شیخ جلال تھانیسریؒ، ملا محمد جونپوری، مولانا یعقوب کشمیریؒ، ملا قطب الدین سہالویؒ، شیخ عبدالحق محدثؒ، ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، مولانا الہداد جونپوریؒ وغیرہ اپنے وقتوں کے مالک اور علم تعلّم کے بادشاہ تھے باایں ہمہ دوسرے دوسرے گوشوں اور کاموں میں وقت بسر کر گئے۔ اس راہ میں تو ایک قدم بھی نہ اُٹھ سکا۔ شیخ عبدالحق محدثؒ کو تو حضرت مجدد کے بارے میں سخت لغزش بھی ہوئی۔ اگرچہ آخر عمر کے اعتراف و رجوع نے تلافی کر دی۔ اصحابِ طریقت میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ جیسے عارفِ کامل خود دہلی میں بعہدِ اکبری مقیم رہے۔ لیکن وہ خود کہتے تھے کہ میں چراغ نہیں ہوں چقماق ہوں۔ آگ نکال دوں گا۔ چراغ شیخ احمد سرہندی کا ہے۔ جو حالت اُس وقت نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام کابل و ترکستان و خراسان کی ہو رہی تھی۔ ان سب کے سامنے تھی۔ سب اُس پر آہ و فغان بھی کرتے ہیں مگر اس کے آگے معاملہ نہیں بڑھتا۔ ہندوستان میں سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ تمام عوام و خواص پر تصوّف کا رنگ غالب تھا۔ مجدّد سے کہ اس کے سوا علماً و عملاً کوئی بات مقبول نہیں۔ لیکن تصوّفِ صالح کا جوہر پاک جہل و بدعت کی آمیزش سے یکسر مکدّر ہو چکا تھا۔ بلکہ ایک طرح کی اباحت و مطلق العنانی تھی جسکو طریقِ باطن و اسرار سے تعبیر کیا جاتا تھا ملک کا ملک شریعت و علومِ شریعت سے بیگانۂ محض اور اصل حقیقت یک قلم معدوم۔ صرف خانقاہوں اور سجادہ نشینی کے سلسلوں کے جال میں پوری اقلیم جکڑا بند تھی۔ دوسری طرف عہدِ اکبری کی بدعات تخت و تاجِ حکومت کے زور سے ہر طرف پھیل چکی تھی اور علمائے سوء و مشائخِ دنیا پرست خود ان کے احداث و اشاعت کے نقیب تھے۔ کون تھا کہ اس وقت امن و عافیت کے مدرسوں اور سلطانی و فرماں روائی کی خانقاہوں سے نکلتا اور دعوت و اصلاح کی امتحان گاہوں میں قدم رکھتا؟ اور پھر نصرتِ الٰہی کے لشکروں اور نفوذِ باطنی کے سامانوں سے ایسا مسلح ہوتا کہ نہ شہنشاہِ ہند کا تاج و تخت اسکی راہ روک سکتا اور نہ وقت کی حکمرانی و فرمانروائی اس کے سلطانِ حق و سطوتِ الٰہی پر غالب آسکتی؟ خود حضرت موصوف ایک مکتوب میں اپنے فرزند کو لکھتے ہیں۔ "اے فرزند- ایں وقت آنست کہ، کہ در اُمم سالقہ دریں طور وقتی کہ پر از ظلمت ست پیغمبر اولوالعزم مبعوث مے گشت۔ و بنائے شریعتِ جدیدہ می کرد۔ دریں اُمّت کہ خیر الامم است و پیغمبر ایشاں خاتم الرسل علماء را مرتبۂ انبیاء دادہ اند و از وجودِ علماء بوجود انبیاء کفایت فرمودہ اند۔ دریں وقت عالمے عارفِ تام المعرفت ازیں اُمّت درکار است کہ قائم مقام انبیائے اولوالعزم باشد "

فیض روح القدس از باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آں چہ مسیحا مے کرد۔[25]

کچھ شک نہیں کہ توفیق الٰہی نے حضرت ممدوح کے وجود گرامی ہی کے لئے یہ مرتبہ خاص کر دیا تھا۔ انبیائے اولوالعزم کی نیابت و قائم مقامی یعنی مقام عزیمت دعوت کا خلعت صرف اُن ہی کے جسم پر چست آیا۔ باقی جس قدر تھے، یا تو مدرسوں میں پڑھاتے رہے یا موٹی موٹی کتابیں اور نئی نئی شرحیں اور حاشیے لکھتے رہے یا پھر ان کی تذلیل و تکفیر کے فتووں پر دستخط کرتے رہے۔ وقت کا جو اصلی کام تھا اسکو کوئی ہاتھ نہ لگا سکا"۔[26]

ایک اور مقام پر مولانا آزاد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:-

"غرض کہ اگرچہ دنیا بظاہر علم و فضیلت سے لبریز ہوتی ہے اور بڑے بڑے اصحاب طنطنہ و شہرت و ارباب تخفخم و عظمت موجود ہوتے ہیں مگر کسی کو اسکی توفیق نہیں ملتی کہ اپنے عہد و دور کی طلب دعوت اور سوالِ قیامِ ہدایت پر مردانہ وار لبیک کہے اور ظلمت کدہ... ضعف و واماندگی سے نکل کر راہِ عزیمت دعوت میں قدم رکھے اور اگرچہ دروازۂ سعادتِ الٰہی باز اور خزاینِ رحمت و نصرتِ ربانی ہموارہ درصدد بخشش و یغما ہوتے ہیں۔ مگر سینکڑوں اور ہزاروں علمائے عہد اور اصحاب خوانق و صوامع میں سے کسی کو بھی اس عہد کے احیاء و تجدید اور طائفہ منصورۂ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا میں داخل ہونے اور جماعت عَلَیَّا یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ میں معدود و محشور ہونے کی توفیق نہیں ملتی۔ تا آں کہ پردۂ ظلمت چاک ہوتا اور یکایک صبح ہدایت و سعادت مشرق تجدید و انبعاث سے عالم افروز و جہان تاب ہوتی ہے۔ تو اُس وقت تم دیکھتے ہو کہ جس راہ میں قدم رکھتے سے ایک عالم درماندہ و ناچار تھا۔ اچانک ایک مرد ہمت اُٹھتا ہے اور نہ صرف قدم رکھتا ہے، بلکہ دوڑتا ہوا چلا جاتا ہے۔ راہ کی وہ مشکلیں اور صعوبتیں جو ضعفائے عہد کیلئے مصیبتوں کا پہاڑ اور ہیبتوں اور دہشتوں کی گھاٹیاں تھیں اور جن کے وہم و تصور سے بیچارگانِ وقت کی ارواح پر ایسی دہشت و ہیبت طاری ہو جاتی تھی کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَهُمْ یَنْظُرُوْنَ۔ تو سب اس کے جولانِ قدم کے لئے ایک مشتِ غبار اور ایک تودۂ خس و خاشاک سے زیادہ حکم نہیں رکھتیں۔ سب دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں اور وہ بڑھ کر عزیمت دعوت و ہدایتِ عامہ کا بابِ مسدود کھول دیتا ہے اور اسکی زبانِ ہمت و مقالِ فتوت اس ترانۂ رجز سے زمزمہ سازِ بزمِ عالم ہوتی ہے ؎

تا بیک جلوہ نیاورد نہ موسیٰ و نہ طور
ایں ہمہ ہست کہ زیں گونہ ہزاراں دیدیست

اگرچہ اس عہد میں ہزاروں مدعیانِ کار موجود ہوں۔ مگر اس فضیلتِ مخصوص میں اس کا کوئی سہیم و شریک نہیں ہوتا۔ صرف اسی کو اس عہد کی اقلیم ہدایت کی سلطانی و فرماں روائی پہنچتی ہے اور صرف وہی اپنے زمانے کا کلید بردار خزائین برکات و فیضانِ سماویہ ہوتا ہے۔ تمام اصحابِ طریق ناچار ہوتے ہیں کہ اپنے اپنے چراغ اُسی کے مصباح ہدایت سے روشن کریں۔ اور تمام رہروانِ جادۂ مقصد مجبور ہوتے ہیں کہ اسی کے کاروانِ فضل و قافلۂ کرامت کی آوازِ درا پر اپنے قدم اُٹھائیں۔

وَهٰذِهٖ مَنْزِلَةٌ جَلِیْلَةٌ وَّرُتْبَةٌ عَظِیْمَةٌ لَا تُسَاوِیْهَا مَزِیَّةٌ وَّلَا تُعَادِلُهَا مَنْزِلَةٌ۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ؎

---

[25] مکتوبات مجدد الف ثانی جلد اول مکتوب نمبر ۲۳۴ (ترجمہ) "اے بیٹے۔ یہ ایسا وقت ہے کہ جب گذشتہ امتوں میں ایسی تاریکی پھیلتی تھی تو ایک اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا۔ اور شریعت سابقہ کی جگہ نئی شریعت کی بنیاد ڈالتا تھا۔ لیکن اُمت اسلامیہ خیر امت ہے اور اس کے رسولؐ آخری رسول ہیں۔ اس لئے ان کے بعد کوئی نبی تو نہیں آسکتا ہے۔ لیکن، اس امت کے علماء نیک کو ہی نبیوں کا خطاب دیا گیا ہے (یعنی جو کام نبیوں سے لیا جاتا تھا۔ وہ ان علماء نیک سے لیا جائیگا) اور ان علماء کے وجود نے نبیوں کے ہونے سے مستغنی کیا ہے۔ اس وقت ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جو پوری موافقت والا عارف ہو اور اولوالعزم نبیوں کا جانشین ہو۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں ۲۵

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی [۹۷۱-۱۰۳۴ھ / ۱۵۶۳-۱۶۲۴ء] فرماتے ہیں:۔

"مجدد آنست کہ ہرچہ دراں مدت از فیوض بامتان برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بودند و بدلا و نجبا باشند"۔ ۲۶

یعنی "مجدد وہ بزرگ ہوتا ہے کہ اس کے دور میں امتوں کو جو فیوض حاصل ہوتے ہیں اسی کے ذریعہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس وقت دوسرے قطب، ابدال، اوتاد اور نجیب بھی موجود ہوں"۔

مجدد کا ماننا ضروری ہے:۔ تصریحات بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ مجدد مامور الٰہی ہوتا ہے اور ہر سعید الفطرت کے لئے اس کا ساتھ دینا ضروری ہے ان کا ماننا اور ان کی فرماں برداری کرنا سلامتی ایمان کے لئے ضروری ہے اور مجدد بھی ہر خاص و عام کو دعوت دیتا ہے۔ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ [۴۷۰-۵۶۱ھ / ۱۰۷۷-۱۱۶۶ء] بالائے منبر فرما چکے ہیں:۔

یَا اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ وَالزَّوَایَا تَعَالَوْا اُذُقُوْا مِنْ کَلَامِیْ وَلَوْ حَرْفًا وَاحِدًا۔ اے خانقاہ والو! اے خلوت نشینو! آؤ اور میرے عارفانہ کلام کا مزہ چکھو۔ ایک ہی لفظ کیوں نہ ہو! اِصْحَبُوْنِیْ یَوْمًا اَوْ اُسْبُوْعًا لَعَلَّکُمْ تَتَعَلَّمُوْنَ شَیْئًا یَنْفَعُکُمْ۔ ایک دن یا ایک ہفتہ میرے پاس رہو شاید ایسی بات سیکھو گے جس سے تمہیں فائدہ ہوگا۔ ۲۹

ایک اور خطبہ میں فرماتے ہیں:۔

مَنْ صَدَّقَنِیْ فِی الصُّحْبَۃِ انْتَفَعَ وَاَفْلَحَ وَمَنْ کَذَّبَنِیْ وَکَذَبَ فِیْ صُحْبَتِیْ حُرِمَ وَعُوْقِبَ عَاجِلًا وَاٰجِلًا۔ ۳۰ یعنی

"جس نے میری سچی صحبت اختیار کی اس نے نفع پایا اور دین و دنیا میں کامیابی حاصل کی۔ اور جس نے مجھے جھٹلایا اور میری صحبت میں جھوٹا ہوا، وہ محروم کیا گیا۔ اور اسے دنیا اور آخرت دونوں جگہ سزا دی گئی"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ [۱۷۰۲-۱۷۶۲ء] جب خلعت مجددیت سے سرفراز ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا:۔

"بسرم دادند کہ ایں حقیقت بمردم برساں امروز وقت وقت تست، و زمان زمان تو۔ وائے بر کسے کہ زیر لوائے تو نباشد" ۳۱

مجھے کہا گیا کہ لوگوں کو اس حقیقت سے آگاہ کر کہ یہ دور تمہارا وقت ہے۔ یہ تمہارا دور ہے۔ افسوس اس شخص پر جو تیرے جھنڈے کے نیچے نہ آئے"۔

ایک اور تصنیف لطیف البدور البازغہ میں دوسری امتوں میں جہالت کے لوٹ کر آنے کی وجوہ پر بحث کرنے کے بعد شاہ صاحب دہلوی نے امت محمدیہ کی امتیازی شان یہ بیان کی ہے:۔

وَاَمَّا الدِّیْنُ الْمُحَمَّدِیُّ فَلَا یَزَالُ فِیْہِ وَصِیٌّ یَحْمِلُ الْعِلْمَ وَالْوَحْیَ عَلٰی وَجْہِہِمَا۔ وَلَا یَکَادُ یَخْلِطُ شَیْئًا بِشَیْءٍ فَاِنِ اتَّبَعُوْہُ وَاَقْنَعُوْا اِلَیْہِ فَاِنَّہٗ وَاِنْ نَّبَذُوْا قَوْلَہٗ وَرَاءَ ظُھُوْرِہِمْ خَابُوْا" ۳۲ یعنی

رہا دین محمدی تو اس میں ہر وقت وصی [آخری نبی کا جانشین] ہوگا۔ یہ وصی قرآن و حدیث کو اپنی صحیح حالت پر رکھے گا اور ایک شئی

۲۵ تذکرہ ص ۲۶۳ تا ۲۶۷ مرتبہ مالک رام ناشر ساہتیہ اکادمی نئی دہلی ۱۹۶۸ء۔ ۲۶ تذکرہ ص ۱۲۰-۱۲۱۔ ۲۸ مکتوبات جلد ۲ مکتوب ۴۔ ۲۹ الفتح الربانی مجلس ۱۰ ص ۳۴۳ مطبوعہ پاکستان مع اردو ترجمہ فیوض یزدانی از مولانا عاشق الٰہی میرٹھی

۳۰ ایضاً مجلس ۶۲ ص ۱۶۵
۳۱ تفہیمات الٰہیہ بحوالہ تذکرہ مولانا آزاد ص ۲۶۵

کو دوسری شی سے ملنے نہیں دے گا۔ اگر لوگ اس جانشین نبیؐ کی فرمانبرداری کریں گے اور اس کی ہدایات کو بغور سنیں گے تو کامیاب ہوں گے۔ اور اگر اس کے ارشادات کو پیٹھ پیچھے چھوڑیں گے (یعنی ان پر عمل نہیں کریں گے) تو تباہ ہو جائیں گے"۔

مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک ارشاد پہلے نقل ہو چکا ہے۔ اس ارشاد میں حضرت پُر نورؐ نے امام وقت کی معرفت حاصل نہ کرنیوالے کو جاہلیت کی موت مرنے کا وعید سنایا ہے اس حدیث کے متعلق حضرت شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

صحیح الاسناد است و مقول جناب نبوی است صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ و معنی معرفت، وجوب اطاعت است درصورت وجود امام واز تحذیر از منازعت و مخالفت چنانکہ از لفظ مَاتَ مِیْتَةً الْجَاهِلِیَّةِ ظاہر است کہ اہل جاہلیت اتباع رئیس واحد نداشتند و ہر فرقہ برائے خود رئیس می کردند"۔ ۳۳ یعنی

اس حدیث کی سند صحیح ہے اور سچ مچ یہ رسول کریمؐ کا فرمودہ ارشاد ہے اور معرفت امام سے مراد اس کی فرماں برداری کرنا ہے۔ اس کی مخالفت و منازعت سے بچنا ہے۔ جیسے کہ لفظ مَاتَ مِیْتَةً الْجَاهِلِیَّة سے ظاہر ہے کہ اہل جاہلیت ایک رئیس کے ماتحت نہیں ہوتے تھے بلکہ ہر جماعت اپنا الگ رئیس رکھتی تھی"۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ [۱۲۰۷–۱۲۷۳ء] نے اس مضمون میں کیا خوب فرمایا ہے ؎

مگسل از پیغمبر ایام خویش تکیہ کم کن بر فن و بر کام خویش

؎ گرچہ شیری چون روی رہ بے دلیل
خویش بینی در ضلالی و ذلیل ۳۴

یعنی "اپنے عہد کے "پیغمبر" سے الگ مت رہ۔ اپنے فن اور کام (علم و عمل) پر تکیہ کم کر اگرچہ تم شیر ہو، لیکن اگر راہنما کے بغیر ہی چل پڑے گا تو اپنے آپ کو گمراہی میں گرفتار پاؤ گے۔

"پیغمبر ایام خویش" (اپنے عہد کا پیغمبر)، "نبی وقت خویش" (اپنے وقت کا نبی) ہے۔ رومی علیہ الرحمہ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

؎ او نبی وقت خویش است اے مرید
زانکہ نور نبی آید پدید !!

یعنی یہ" وہ اپنے وقت کا نبی ہوتا ہے کیوں کہ اسی سے نبی صلعم کا نور ظاہر ہوتا ہے"۔ یعنی صاحب دعوت و ارشاد یا مجدد نبی کریمؐ کا بروز کامل یا ظل ظلیل ہوتا ہے۔ اسی لئے اسے مجازاً نبی وقت کہتے ہیں۔ ورنہ ختم نبوت کے بعد کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا ہے۔

مامور صاحب دعوت و ارشاد یا مجدد اور غیر مامور ولی میں ایک نمایاں فرق یہی ہوتا ہے۔ اول الذکر میں نبوت کا رنگ غالب ہوتا ہے۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:۔

"جاننا چاہیے کہ اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کے متعلق خدمت ارشاد و ہدایت و اصلاح قلب و تربیت نفوس و تعلیم طرق قرب و قبول عند اللہ ہے اور یہ حضرات اہل ارشاد کہلاتے ہیں اور ان میں سے اپنے عصر میں جو اکمل و افضل ہو اور اس کا فیض اتم و دائم ہو اس کو قطب الارشاد کہتے ہیں اور یہ نائب حقیقی ہوتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کا طرز طرز نبوت ہوتا ہے ۳۵

۳۲ کتاب "التبرؤ من الشیعۃ" (عربی)، ص ۲۵ از تصنیف شاہ ولی اللہ دہلوی ناشر مجلس علمی ڈابھیل سملک سورت مطبوعہ مدینہ پریس بجنور ۱۳۵۲ھ

۳۳ فتاوی عزیزی جلد دوم ص ۷۷، مطبوعہ دہلی۔

۳۴۔ بحوالہ دستور السالکین از مولانا داؤد خاکی علیہ الرحمہ ص ۹۰ زیر شعر ۴۹

۳۵ کتاب "التکشف عن مہمات التصوف" ص ۱۸۷ ناشر مکتبہ تجلی دیوبند۔

علماء کی مخالفت:- اس طرح نبوت کے علاوہ جب مجدد وحی والہام کا بھی دعویٰ کرتا ہے تو علماء سوء اس کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں اور اسے "مدعی نبوت" قرار دیکر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ [۱۱۶۵-۱۲۴۰ء/۶۳۸ھ] فرماتے ہیں:-

فَيَتَخَيَّلُ الْأَجْنَبِيُّ فِيْهِ أَنَّهُ يَدَّعِي النُّبُوَّةَ وَأَنَّهُ يَنْسَخُ بِذٰلِكَ شَرْعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَيُكَفِّرُهُ وَقَدْ رَأَيْنَا هٰذَا كَثِيْرًا فِيْ زَمَانِنَا وَذُقْنَاهُ مِنْ عُلَمَاءِ وَقْتِنَا وَنَحْنُ نَعْذِرُهُمْ لِأَنَّهُ مَا قَامَ عِنْدَهُمْ دَلِيْلُ صِدْقِ هٰذِهِ الطَّائِفَةِ وَهُمْ مُخَاطَبُوْنَ بِغَلَبَةِ الظُّنُوْنِ ۳٦ھ

یعنی اجنبی یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کی شریعت کو منسوخ کرتا ہے۔ لہٰذا اس کی تکفیر کرتا ہے۔ ہم نے اپنے زمانے میں یہ بات اکثر دیکھی ہے اور خود علماء وقت سے اس کا مزہ چکھا ہے۔ مگر ہم ان کو معذور تصور کرتے ہیں کیونکہ ان کے پاس محدثین و مجددین کے طائفہ کے صدق کی کوئی دلیل قائم نہیں ہوتی اور وہ بدظنیوں سے مغلوب ہو کر کلام کرتے ہیں۔"

تاریخ اسلام حضرت محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے لفظ لفظ کی تائید کرتی ہے۔ بقول مولانا آزاد علیہ الرحمہ "اسلام کے اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں فقہا کا قلم ہمیشہ تیغ بے نیام رہا ہے اور ہزاروں حق پرستوں کا خون ان کے فتووں کا دامن گیر ہے۔ اسلام کی تاریخ کو خواہ کہیں سے پڑھو سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں کہ بادشاہ جب خونریزی پہ آتا تھا۔ تو دارالقضا کا قلم اور سپہ سالار کی تیغ دونوں یکساں طور پر کام دیتے تھے۔" ۳۷ھ

۳٦ھ الفتوحات المکیۃ فی معرفۃ الاسرار المالکیۃ والملکیۃ جلد اول ص ۹۷ طبع اول ۱۸۷٦ء ۳۷ھ سلسلہ مشاہیر اسلام عشاق الہٰی سرمد صفحہ ۲۱ بحوالہ تطہیر الادبیا ۳۸ھ از سید محمد شاہ گیلانی۔

مجددین کرام کی فہرست

علامہ ابن حجر عسقلانی [۱۳۷۲-۱۴۴۹ء] نے اپنی تالیف الفوائد الجمہ فی من یبعثہ اللہ لہذہ الامۃ میں اور امام جلال الدین سیوطی [۸۴۹-۹۱۱ھ/۱۴۴۵-۱۵۰۳ء] نے اپنی تالیف "التنبیہ بمن یبعثہ اللہ علی راس المائۃ" میں تجدید کے شرائط بیان کئے ہیں۔ اس کے بعد مجددین کرام کے مندرجہ ذیل اسماء گرامی درج کئے ہیں:

(۱) عمر بن عبدالعزیز رضؓ (۲) امام شافعیؓ قاضی شریحؒ، امام اشعریؒ اور طبریؒ (۴) امام ابوبکر بن الباقلانیؓ، ابوحبیب صعلوکیؓ وغیرہ (۵) امام غزالیؓ (٦) امام کراریؒ (۷) ابن دقیق العیدؓ (۸) زین الدین عراقیؒ، شمس الدین جزریؒ اور بلقینیؒ (۹) جلال الدین سیوطیؒ و سخاویؒ۔

مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی نے مندرجہ ذیل دو نام اضافہ کئے ہیں (۱۰) شہاب الدین رملیؒ اور ملا علی قاریؒ [فتاویٰ مولانا عبدالحی جلد ۱، ص 67] تاج الدین ابن سبکی [1326-1369ء] نے ابن دقیق کے متعلق لکھا ہے۔ وَلَمْ نَرَ مِنْ مَشَايِخِنَا يَخْتَلِفُ فِيْ أَنَّ ابْنَ دَقِيْقٍ هُوَ الْعَالِمُ الْمَبْعُوْثُ عَلٰى رَأْسِ الْمِائَةِ السَّابِعَةِ۔ الْمُشَارُ إِلَيْهِ فِيْ حَدِيْثِ الْمُصْطَفٰى

[طبقات الشافعیہ۔ جلد ۱، ص ۲ی، مطبوعہ مصر]

مشہور اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالوی [۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء] نے اپنی تصنیف حجج الکرامۃ میں مندرجہ ذیل اسماء گرامی درج کئے ہیں:- (۱) عمر بن عبدالعزیزؒ (۲) امام شافعیؓ (۳) قاضی شریحؒ (۴) ابوحمید نیشاپوریؒ (۵) امام غزالیؒ (٦) حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ (۷) حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ (۸) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۹) حضرت سید محمد جونپوریؒ (۱۰) امام جلال الدین سیوطیؒ (۱۱) حضرت مجدد الف ثانیؒ (۱۲) حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (۱۳) حضرت سید احمد بریلویؒ

[حجج الکرامۃ ص 135 مطبوعہ شاہجہانی پریس بھوپال]

(۱۴) چودھویں صدی میں ایک اور صرف ایک بزرگ نے ڈنکے کی چوٹ اعلان کر دیا ؎

رسید مژدہ ز فہیم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد این دین و رہنما باشد

(نیز)

از پروفیسر نورالدین زاہد

حدیثِ مجدِّد کی تخریج اور صحت[۱۲]

۹۔ حدیثِ مجدد مندرجہ ذیل ائمہ و محدثین نے اپنی تالیفات میں اسناد کے ساتھ درج کی ہے۔

	ولادت — وفات	کتاب التالیف
۱۔ امام حافظ ابوداؤد بن سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۲ — ۲۷۵ھ ۸۱۷ — ۸۸۸ء	کتاب السنن سنن ابوداؤد
۲۔ امام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۹ — ۳۶۰ھ	معجم اوسط جلد دوم
۳۔ امام حافظ شیخ ابوبکر احمد بن عمر بن عبدالخالق البزاز	۲۹۲	مسند کبیر
۴۔ امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری	۳۲۱ — ۴۰۵ھ — ۱۰۱۴ء	مستدرک المدخل
۵۔ امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی	۳۳۶ — ۴۳۰ھ ۹۴۸ — ۱۰۳۸ء	حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء
۶۔ امام حافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی	۳۸۴ — ۴۵۸ھ ۹۹۴ — ۱۰۶۶ء	معرفۃ السنن والآثار
۷۔ محی السنہ ابومحمد حسین بغوی شافعی صاحب تفسیر معالم التنزیل	۴۳۵ — ۵۱۶ھ ۱۱۲۲ء	مصابیح السنۃ
۸۔ ابوالفرج حافظ عبدالرحمان جمال الدین ابن جوزی بغدادی	۵۰۸ — ۵۹۷ھ ۱۱۱۶ — ۱۲۰۰ء	صفۃ الصفوۃ
۹۔ ابوعبداللہ ولی الدین محمد تبریزی شافعی	۷۴۰ — ۷۴۳ھ ۱۳ء [illegible]	مشکوٰۃ المصابیح
۱۰۔ امام حافظ ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی شافعی ترکمانی	۶۷۳ — ۷۴۸ھ ۱۳۴۸ء [illegible]	تلخیص المستدرک
۱۱۔ حافظ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی المعروف ابن حجر عسقلانی	۷۷۳ — ۸۵۲ھ ۱۳۷۲ — ۱۴۴۹ء	فتح الباری شرح صحیح بخاری
۱۲۔ محدث شیخ علی بن حسام الدین قاضی خان متقی حنفی	— ۹۷۵ھ	کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال
۱۳۔ حافظ کبیر ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی	وفات — ۳۶۵ھ	الکامل فی معرفۃ الضعفاء المحدثین و علل الحدیث

ان کے علاوہ یہ حدیث مبارک متعدد و معتبر دینی کتب میں نقل ہوئی ہے جن کا ذکر بخوف طوالت نہیں کیا جاتا ہے۔

۲۔ حدیثِ مجدد کی صحت سے متعلق

۱۔ ملا علی قاری [— ۱۰۱۴] لکھتا ہے۔

سَنَدُہٗ صَحِیْحٌ وَرِجَالُہٗ کُلُّھُمْ ثِقَاتٌ

یعنی اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کے رجال (آدمی) یعنی راوی سب ثقہ معتبر ہیں [مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد اول۔ کتاب العلم فصل دوم ص ۲۴۸]

۲۔ حافظ ذہبی [illegible] نے امام حاکم کی مستدرک کی تلخیص لکھی۔ اس میں صرف وہی احادیث نقل کیں جو بخاری و مسلم کی شرائط صحت کے مطابق صحیح نہیں یا باقی اصحاب صحاح کے شرائط کو پورا کرتی نہیں۔ اس طرح سے اس تلخیص میں مستدرک حاکم کی

۷۵ فیصد حدیثیں آگئیں۔ باقی ان شرائط کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے نہ آسکیں۔ اس تخلیص میں حدیث مجدّد آگئی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حدیث مجدّد اصحاب صحاح کے شروط کے مطابق صحیح ہے۔

۳:۔ ابن جوزی [۵۰۸ — ۵۹۷ھ] نے امام ابو نعیم کے "حلیہ" سے ضعیف روایات الگ کر کے صفۃ الصفوۃ تالیف کی۔ اور حدیث مجدّد کو "حلیہ" سے نقل کیا۔ اس سے بھی حدیث مجدّد کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

۴:۔ حافظ جلال الدّین سیوطی [۸۴۹ — ۹۱۱ھ / ۱۴۴۵ — ۱۵۰۵ء] لکھتے ہیں قَدْ اَفْرَدْتُ فِیْ شَرْحِ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَالِیْفًا مُسْتَقِلًّا میں نے اس حدیث کی شرح میں ایک مستقل تالیف کی ہے۔ سَمَّیْتُهٗ "اَلتَّنْبِئَةُ بِمَنْ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَةٍ" میں نے اس (مستقل تالیف) کا نام "اَلتَّنْبِئَةُ بِمَنْ یَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَةٍ" رکھا۔ اَنَا اُلَخِّصُ فَوَائِدَ هَاهُنَا اس تالیف کے فوائد کو یہاں اختصار کے ساتھ نقل کرتا ہوں۔ فَاَقُوْلُ پس کہنا چاہتا ہوں۔

هٰذَا الْحَدِیْثُ اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰی تَصْحِیْحِهٖ مِنْهُمُ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الْمَدْخَلِ وَمِمَّنْ نَصَّ عَلٰی صِحَّتِهٖ مِنَ الْمُتَاَخِّرِیْنَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ وَقَدْ نَهَجَ الْمُتَقَدِّمُوْنَ بِذِکْرِ هٰذَا الْحَدِیْثِ فَاَخْرَجَ الْحَاکِمُ فِی الْمُسْتَدْرَكِ عَقْبَ رِوَایَتِهٖ هٰذَا الْحَدِیْثَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ یُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ فَلَمَّا کَانَ فِیْ رَاْسِ الْمِائَةِ الْاُوْلٰی مَنَّ اللّٰهُ عَلٰی هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ وَهٰذَا یُشْعِرُ بِاَنَّ الْحَدِیْثَ کَانَ مَشْهُوْرًا فِیْ ذٰلِكَ الْعَصْرِ فَفِیْهِ تَقْوِیَةٌ لِسَنَدِهٖ مَعَ اَنَّهٗ قَوِیٌّ لِثِقَةِ رِجَالِهٖ (انتھٰی)

وَقَالَ اَبُوْ جَعْفَرِ النَّحَّاسُ فِیْ کِتَابِ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ قَالَ سُفْیَانُ ابْنُ عُیَیْنَةَ بَلَغَنِیْ اَنَّهٗ یَخْرُجُ مِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ یُّحْیِی اللّٰهُ بِهِ الدِّیْنَ وَاَنَّ یَحْیَی بْنَ اٰدَمَ عِنْدِیْ مِنْهُمْ

وَقَالَ اَبُوْ بَکْرِ الْبَزَّازُ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ ابْنَ الْحَمِیْدِ الْمَیْمُوْنِیَّ یَقُوْلُ کُنْتُ عِنْدَ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَجَرٰی ذِکْرُ الشَّافِعِیِّ فَرَاَیْتُهٗ یَرْفَعُهٗ وَقَالَ یُرْوٰی عَنِ النَّبِیِّ ؐ اَنَّهٗ قَالَ یَبْعَثُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّقَرِّرُ لَهَا دِیْنَهَا قَالَ وَکَانَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ عَلٰی رَاْسِ الْمِائَةِ الْاُوْلٰی وَاَرْجُوْ اَنْ یَّکُوْنَ الشَّافِعِیُّ عَلٰی رَاْسِ الْمِائَةِ الْاُخْرٰی

وَاَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ مِنْ طَرِیْقِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْفِرْیَابِیِّ قَالَ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ اِنَّ اللّٰهَ یُقَیِّضُ مِنْ رَاْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّعَلِّمُ النَّاسَ السُّنَنَ وَیَنْفِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْکِذْبَ فَنَظَرْنَا فَاِذَا فِیْ رَاْسِ الْمِائَةِ عُمَرُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فِیْ رَاْسِ الْمِائَتَیْنِ الشَّافِعِیُّ

وَاَخْرَجَ اَبُوْ اِسْمَاعِیْلَ الْهَرَوِیُّ مِنْ طَرِیْقِ حُمَیْدِ بْنِ زَنْجُوْیَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ یَقُوْلُ یُرْوٰی فِی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّبِیِّ ؐ اِنَّ اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰی اَهْلِ دِیْنِهٖ فِیْ رَاْسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ بِرَجُلٍ مِنْ اَهْلِ بَیْتِیْ یُبَیِّنُ لَهُمْ اَمْرَ دِیْنِهِمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

[مرقات الصعود الی سنن ابوداؤد (برحاشیہ ابوداؤد جلد ۳ ص ۲۳۳ مطبوعہ نولکشور لکھنو]

مولانا شمس الحق صاحب عظیم آبادی [۱۲۷۳ — ۱۳۲۹ھ] نے اپنی مختصر شرح سنن ابوداؤد یعنی عَوْنُ الْمَعْبُوْد [جلد ۴ ص ۱۸۴ مطبع انصاری دہلی ناشر مولوی تلطف حسین صاحب] میں بھی اس عبارت کو نقل کیا ہے۔ اور اس کا ترجمہ ہے:۔

حفاظ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث (یعنی حدیث مجدّد) ہر عیب اور نقص سے پاک ہے ان (حفاظ) میں قابل ذکر (حافظ محمد بن عبد اللہ) حاکم نیشاپوری اور (حافظ ابوبکر احمد بن حسین) بیہقی ہیں۔ حاکم نے اسے مستدرک میں اور بیہقی نے مدخل میں اس کی صحت کو تسلیم کیا ہے اور متاخرین میں جس نے اس حدیث کی صحت کا ثبوت دیا وہ حافظ ابن حجر عسقلانی [۱۳۷۲-۱۴۴۹ء | ۷۷۳-۸۵۲ھ] ہیں۔

متقدمین نے بھی اس حدیث کا ذکر خوب زور وشور سے کیا ہے اور حاکم نیشاپوری نے مستدرک میں اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد ابن وہب اور یونس کے واسطے سے امام زہری کا وہ قول نقل کیا ہے جس میں اُس نے کہا ہے کہ جب پہلی صدی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت پر عمر بن عبدالعزیز کو مجدّد بنا کر بڑا احسان کیا۔

حافظ ابن حجر قسطلانی کہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث اس دور میں بھی مشہور و معروف تھی۔ اس امر سے اس کی سند کو مزید تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے راوی سب ثقہ (معتبر) ہیں۔ اس لحاظ سے بھی یہ حدیث قوی ہے (ابن حجر کا کلام ختم ہوا)

ابوجعفر احمد النحاس مصری نے کتاب النّاسخ والمنسوخ میں لکھا ہے کہ سفیان بن عیینہ نے کہا ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ علماء میں سے ایک شخص نکلے گا جس کے ذریعہ اللہ تعالےٰ دین کو مضبوط بنائیگا۔ میری نظر میں یحییٰ بن آدم ایسے ہی آدمیوں میں ایک ہے

ابوبکر احمد بن البزاز نے کہا میں نے عبدالملک بن حمید المیمونی کو یہ کہتے ہوئے سُنا" میں امام احمد بن حنبل [۱۶۴ - ۲۴۱ھ / ۷۸۰ - ۸۵۵ء] کے پاس بیٹھا تھا کہ امام شافعی [۱۵۰ - ۲۰۴ھ / ۷۶۷ - ۸۱۹ء] کا ذکر چل پڑا۔ میں نے دیکھا امام احمد شافعی کا ذکر بلند کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا ہے کہ اس اُمّت کے فائدہ کے لئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہیگا۔ جو دین کو مضبوط کرے گا اور آپ نے فرمایا پہلی صدی کے سر پر عمر بن عبدالعزیز مجدّد تھے اور میرا خیال ہے کہ دوسری صدی کے مجدّد امام شافعی تھے۔

امام بیہقی نے ابو سعید فریابی کی سند سے یہ روایت لائی ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا" بے شک ہر صدی کے سر پر اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو لوگوں کو رسول کریمؐ کا طریقہ سکھائیگا۔ اور رسول کریمؐ سے جو جھوٹی باتیں منسوب کی گئی ہوں اُن کی تردید کرے گا۔ پھر ہم نے دیکھ لیا کہ پہلی صدی میں ایسا شخص عمر بن عبدالعزیز تھے اور دوسری صدی میں امام شافعی۔

ابو اسماعیل ہروی نے حمید بن زنجویہ کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے احمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے پیروں پر احسان رکھے گا اور ہر صدی کے سر پر میرے اہل بیت سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرتا رہیگا۔ جو ان کے دینی امور واضح کرے گا۔ واللہ اعلم"

حافظ جلال الدین سیوطی [۸۴۹ - ۹۱۱ھ / ۱۴۴۵ - ۱۵۰۵ء] نے اٹھائیس اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ تُحۡفَةُ الۡمُهۡتَدِيۡنَ بِاَخۡبَارِ الۡمُجَدِّدِيۡنَ کے نام لکھا ہے اور اسے اپنی تصنیف حسن المحاضرہ فِيۡ تَارِيۡخِ مِصۡرَ وَالۡقَاهِرَةِ میں شائع کیا ہے۔ شیخ عبدالرؤف مناوی [وفات ۱۰۳۱ھ] نے اپنی تالیف فَيۡضُ الۡقَدِيۡرِ شَرۡحُ الۡجَامِعِ الصَّغِيۡرِ (جلد ۲ ص ۲۸۱ مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۶ھ) اور محمد امین محبی [ ] نے اپنی تالیف خُلَاصَةُ الۡاَثَرِ فِيۡ اَعۡيَانِ الۡقَرۡنِ الۡحَادِيۡ عَشَرَ (جلد ۳ ص ۳۴۴ مطبوعہ مصر ۱۳۸۴ھ) میں حافظ شمس الدین ابن احمد املی (وفات ۱۰۰۴ھ] کے حالات میں تجدید و احیائے دین پر بحث کرنے کے بعد اس قصیدہ کو نقل کیا ہے۔ نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی نے اس قصیدہ کو حجج الکرامہ میں نقل کیا ہے۔ اس قصیدہ سے ہم صرف تین شعر یہاں نقل کرتے ہیں۔

(۱) وَلَقَدۡ اَتٰى فِيۡ خَبَرٍ مُشۡتَهَرٍ
رَوَاهُ كُلُّ حَافِظٍ مُعۡتَبَرٍ۔

(۲) بِاَنَّهُ عَلٰى رَاۡسِ كُلِّ مِائَةٍ
يَبۡعَثُ رَبُّنَا لِهٰذِهِ الۡاُمَّةِ

(۳) مَنًّا عَلَيۡنَا عَالِمًا يُجَدِّدُ
دِيۡنَ الۡهُدٰى لِاَنَّهُ مُجَدِّدُ

(ترجمہ) (۱) ایک مشہور حدیث میں جسے ہر مُعتبر حافظ حدیث نے نقل کیا ہے آیا ہے (۲) کہ ہر صدی کے سر پر ہمارا ربّ اس اُمّت کے لئے مبعوث کریگا۔ (۳) احسان رکھتے ہوئے، ایک ایسے عالم کو جو دین حق کو تازگی بخشیگا کیوں کہ وہ مجدّد ہوگا۔

اس قصیدہ میں علامہ سیوطی نے نہ صرف گذشتہ مجدّدین کا نام بنام

محسنٌ کا ذکر عبادت ہے

از مولانا سیّد ابوالحسن علی میاں صاحب ندوی لکھنؤ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عرفانی معجزہ یہ ہے کہ آپ کے فیض کا چشمہ کبھی خشک نہیں ہونے پاتا۔ آپ کا نمونہ آنکھوں سے کبھی اوجھل نہیں ہوتا۔ آپ کی اُمت کی ضرورتیں زیادہ دیر تک اٹکی نہیں رہتیں۔ اور وہ اس طرح کہ آپ کی مشعل نور سے براہِ راست مسلسل طریقے پر ہر زمانے میں اور تقریباً ہر جگہ کم و بیش ایسے انسان پیدا ہوتے رہے جن سے آپ کی یاد تازہ ہوتی تھی۔ اور انبیاء کی شان نظر آتی تھی۔ جن سے ظاہر ہوتا کہ اللہ کا کام بند نہیں ہوا۔ اللہ کا دین زندہ ہے۔ رسول اللہ کی پیروی ہر زمانے میں ممکن ہے اور انہیں کی وجہ سے خاتم النبیین کے بعد کسی نبی کی عملاً ضرورت نہیں۔ [1]

ان بزرگوں کے کئی طبقے ہیں۔ پہلے اور سب سے اونچے طبقے کو صحابہ کرام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جس طرح رسول اللہؐ نے نبوت و کمالاتِ نبوت کی تکمیل کر دی۔ اسی طرح ان حضرات نے آپ کی کامل پیروی کا حق ادا کر دیا۔ ان کے بعد سلف صالحین۔ اولیائے کاملین، مرشدِ دین، مصلحین، مجددِ دین مختلف طبقات ہیں۔ اور یہ سب رسول اللہؐ کے تلامذہ و مریدین آپ کے کفش بردار اور آپ کے دین کے خادم ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ان لوگوں سے اللہ ہمیشہ اپنا کام لیتا رہا۔ ان سے ہزاروں کی آنکھیں روشن کیں۔ ہزاروں کے دل کے کنول کھلائے، ہزاروں کو جگایا نبیوں پر اپنی محبت تمام کی۔ ان کا ذکر عبادت ہے۔ اُن کی محبت ذخیرہ آخرت ہے۔ ان کی سیرت رسول اللہ کی سیرت کا ایک جزو ہے۔ اگرچہ ان میں سے ہر ایک اپنے رنگ میں کامل تھا۔ لیکن ان کاملوں میں بھی کامل وہ ہے جو رسول اللہ کا نمونہ کامل ہے۔ جس میں صحابہ کی شان سب سے بڑھ کر تھی۔ جس سے رسول اللہ کے مذہب و مقصد کی زیادہ خدمت و ترقی ہوئی۔ جس کی صحبت و تربیت سے ایسی جماعت تیار ہوئی۔ جس نے خیر القرون کی یاد تازہ کر دی۔ رسول اللہ کی سیرت ایک بار ملاحظہ ہو اور آپ کی جامعیت پر نظر کیجئے۔ علم و عمل کا جامع، دین و دنیا کا جامع، شب بیدار و شہسوار، اللہ کے لئے اگر محبت کرتے تھے تو اللہ کے لئے ہی دشمنی بھی کرتے تھے۔ نفس کے مجاہدے کے ساتھ کفار سے بھی جہاد کرتے تھے۔ لیکن صحابہؓ کو چھوڑ کر ذرا پیچھے ہٹ کر دیکھیے۔ بہت سے لوگوں کے جسم پر یہ مسلم قبا نظر نہیں آئے گی۔ اگر رسول اللہ کا نمونہ دیکھنا ہے تو ان میں سے ایک تو ہمیں دیکھنا چاہئے۔ ورنہ آپ کی شان کا ناقص تصور ہوگا۔ اس لئے کہ یہ رسول اللہ کی تئیس ۲۳ سالہ زندگی کا صرف مخصوص اوقات کا نمونہ ہیں۔ اگر کامل نمونہ دیکھنا ہے تو سب کو جمع کر کے دیکھنا چاہیئے۔ لیکن صحابہ کی صف کو چھوڑ کر کر "ایں خانہ تمام آفتاب است"۔ ہر صف میں چند ایسے لوگ نظر آئیں گے جو رسول اللہؐ کی سیرت کا مکمل صحیفہ ہیں۔ جنہوں نے آپؐ کے کمالات میں سے انتخاب نہیں کیا بلکہ ان کو مسلّم لیا۔ یہ وہ افراد ہیں جن میں سے ہر فرد اپنی جامعیت میں ایک پوری اُمت ہے"۔

> کتاب "سیرت سیّد احمد شہید" حصہ اوّل طبع چہارم ۱۹۵۸ء۔ ص۔ ۱۲۔ ۲۲ (ناشر خواجہ بکڈپو۔ لاہور) سے اقتباس نئے عنوان کے تحت

[1] اسی لئے تو عیسیٰؑ بذاتہٖ اب نہیں آسکتے (مدیر)

(بعض جگہ جو الفاظ جلی کئے گئے ہیں، یا خط کھینچا گیا ہے، یہ ادارہ کی طرف سے ہے")